وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا

اور جب کہا جاتا ہے اُنسے پیروی کرو اُسکی جو اللہ نے نازل کیا
تو کہتے ہیں کریں گے ہم اُس کی جسپر اپنے بزرگوں کو پایا

سیف التّوحید

(علیٰ)

رقبة التّقلید

جس میں مقلدین کے رسالہ جدیدہ جلد التہدید کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے

حسب ایماء جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اُستاذنا العلام حضرت مولنا عبد الوہاب
صاحب آروی صدر مدرس دار الحدیث میرٹھ

خاکسار محمد عثمان شاہجہانپوری (مولوی عالم) متعلم
مدرسہ ہٰذا نے تالیف کرکے ہدیہ ناظرین کیا

بخاری پریس میرٹھ [illegible]

التماس

برادران اسلام! اس وقت مسلمانان عالم خصوصًا ہندوستان کے مسلمانوں کی کشتی ایک ایسے زبردست گرداب میں پھنسی ہوئی ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپس میں رسائل بازی اور باہمی افتراق کسی طرح خیر اندیشی پر محمول نہیں ہو سکتا۔ مگر باوجود اس احساس کے ہم نہایت افسوس کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ جو چوورقہ رسالہ **جلد التہدید** ۔مدرسہ حنفیہ صدر بازار میرٹھ کے تمام مدرسوں کے دستخطوں سے شائع ہوا ہے۔ جس میں سوقیانہ کلام کے علاوہ جماعت اہل حدیث اور ان کے علماء پر نہایت ناپاک اور سراسر ناجائز حملے کئے ہیں۔ اس واسطے مجبورًا اُس کے جواب میں یہ رسالہ شائع کرنا پڑا۔ نیز گزری بازار میرٹھ کے کسی مدرسہ یا مسجد کی طرف سے بھی اہل حدیث کے خلاف ایک رسالہ تیار ہو رہا ہے۔ جس میں ایک مجہول اور بدعتی ناصر الدین پشاوری کی مجہول تصنیفات "بال کی کھال" قول الامین، آسمانی گولہ، درمکنون،، وغیرہ۔ جیسی جہالت آمیز۔ افترا پرواز۔ بہتان ساز کتابوں سے مواد حاصل کئے گئے ہیں۔ ہم تمام مسلمانان میرٹھ کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوگا تو اپنی حفاظت و صداقت کی خاطر جماعت اہل حدیث میرٹھ۔ ایسا دنداں شکن جواب شائع کرے گی۔ کہ اس کا مصنف اور اس کے رفقائے کار ہمیشہ کے لئے عرق خجالت میں غوطہ کھاتے رہیں گے۔ اور سارا طشت ازبام کر کے رکھ دے گی۔

انا صخرۃ الوادی اذا ذوحمت * واذا نطقت فاننی الجوزاء

حامدًا و مصلیًا

سیف التوحید علی رقبۃ التقلید

(یعنی توحید کی تلوار۔ تقلید کی گردن پر)

برادران اسلام! انجمن اہل حدیث ضلع میرٹھ و مظفرنگر کا عظیم الشان سالانہ اجلاس جس عدیم المثال تزک و احتشام کے ساتھ ۹۔۱۰۔۱۱ اکتوبر ۲۵ء کو میدان برف خانہ شہر میرٹھ میں منعقد ہوا۔ اور انجمن کے معزز اراکین نے شروع سے لیکر آج تک جس رواداری کا ثبوت دیا۔ اور جماعت اہل حدیث کے ممتاز علمائے کرام اور مقررین عظام نے اپنی باطل سوز بصیرت افزا و ح پرور تقریروں میں جس بلند پایہ اصول کو مدنظر رکھا اور مختلف الخیال اور مختلف العقائد مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے جن مشترکہ اور مسلمہ مقاصد پر عمل پیرا ہونے کی دعوت تمام مسلمانان میرٹھ اور حاضرین جلسہ کو دی۔ اگر انصاف سے کام لیا جائے و تعصب و خباثت کے پردہ کو چاک کر دیا جاوے تو ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل تھا اور جماعت اہل حدیث کی کامیابی اور علمائے اہل حدیث کی بلند پایہ تقریروں کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اول روز سے لیکر تیسرے روز تک ہر تقریر میں سات آٹھ ہزار کی تعداد میں مختلف العقائد برادران اسلام شرکت فرماتے رہے جن میں دو تہائی سے زیادہ صرف حنفی حضرات ہوتے تھے جن میں امراء و رؤساء اور اعلے عہدہ داران کی بھی معقول تعداد ہوتی تھی۔ مگر افسوس باوجود اس رواداری کے بھی بعض مدعیان حنفیت غاصبان مولویت اور حاسدان سنت نبویہ نے اپنی تنگ نظری اور سفاہت و جہالت اور شقاوت کا ثبوت دیا اور تیسرے روز جب جلسہ ختم ہو گیا تو جماعت

اہل حدیث پر طرح طرح کے اتہامات تراش کر پبلک کے جذبات جماعت اہل حدیث کے خلاف مشتعل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس پر جماعت اہل حدیث نے دوسرے روز تمام شہر کے حنفیوں کو دعوت دیکر بلایا اور سات آٹھ ہزار مسلمانوں کے مجمع میں جس میں تمام طبقے کے لوگ شریک۔ اور حنفی مدارس کے تمام مدرسین موجود تھے جماعت اہل حدیث کی طرف سے جناب مولانا مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب فاضل سیالکوٹی نے کتب فقہ کے حوالے سے ثابت کر دیا کہ فقہ کی کتابوں میں جہاں اور بہت غلطیاں ہیں وہاں یہ بھی ایک صریح غلطی کی ہے کہ زانیہ کی خرچی کو فقہ میں جائز کر دیا اور پھر اُس کو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اسکے ثبوت میں فقہ کی مشہور کتاب شامی اور بحر کا حوالہ دیا اور ساتھ ہی مولانا ابراہیم صاحب نے متعدد بار فرمادیا کہ جماعت اہل حدیث کے نزدیک یہ خرچی قطعاً حرام ہے اور جماعت اہل حدیث کا یہ خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ نے اس کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کیا ہے مگر فقہ والوں سے یہ سخت غلطی ہوئی کہ اُنھوں نے لکھدیا ہے کہ زانیہ کی خرچی امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک جائز ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب کی تقریر پر علمائے احناف نے اپنی تشفی کا اعلان کر دیا اور جماعت اہل حدیث کے عالم نے جو دعوے کیا تھا وہ ثابت ہو گیا کہ فقہ کی کتابوں میں بہت ایسے غلط مسائل بھی ہیں جن کا کوئی تعلق امام صاحب سے نہیں اور وہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے صریح خلاف ہیں۔

مگر بعض نام نہاد مولوی جن کا ذریعہ معاش مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اور اپنا اُلّو سیدھا کرنا ہے اُس وقت تو علمائے اہل حدیث کی تقریروں اور اُن کے دلائل کے سامنے مبہوت ہو گئے۔ اور علمائے اہل حدیث کے سامنے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا۔ لیکن بعد میں اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے اور اپنی جیب بھرنے کے لیے جماعت اہل حدیث کی شان میں افترا پردازی شروع کر دی اور عرصہ دو ماہ کے بعد ان نام نہادی حنفیوں کے باسی کڑھی میں اُبال آیا ہے۔ اور ایک دریدہ دہن افترا پرداز حنفی قاری خلیل احمد حنفی کی طرف سے ایک رسالہ عوام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ کہ اس رسالہ پر مدرسہ

امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ کے تمام چھوٹے بڑے مدرسین کے دستخط ثبت ہیں
اس رسالہ کا نام جلد التہدید علی ظہر عدم التقلید ہے اس کے
مصنف کی علمیت اور اس پر دستخط کرنے والوں کے علم و کمال اور اِس جملہ کی ترکیب اور معنی
پر غور کرنے سے روز روشن کی طرح آشکارا ہو جاتا ہے۔

ہم بلاخوف کہتے ہیں کہ یہ چو ورقہ رسالہ سفاہت کا مقالہ سب وشتم۔ کذب۔ بہتان
جہالت۔ و غلاظت۔ فسق و فجور کا مجموعہ ہے اور بس اس نام نہادی حنفی نے رسالہ مذکورہ
کے صفحہ پر لکھا ہے کہ جماعت اہل حدیث کی عمر تو تخمیناً چالیس پچاس کی ہو گی ہندوستان
ہی میں اس مٹھی بھر فرقہ کا تولد ہوا" میں کہتا ہوں جب اس مفتری کو جماعت اہل حدیث کے
متعلق کچھ علم ہی نہیں تھا۔ تو پھر چو ورقہ رسالہ شائع کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ جماعت اہل حدیث کو دنیا میں آئے ہوئے تیرہ سو برس سے کچھ اوپر گزر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ
ہمیشہ اسی آب و تاب کے ساتھ ترقی کے منازل کو طے کرتی رہے گی۔ وَلَوْ كَرِهَ الْحَاسِدُوْن۔
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں بہتر فرقے تھے۔ اور ہماری امت میں
تہتر فرقے ہوں گے۔ ان میں صرف ایک ہی ناجی ہوگا۔ اور سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا
وہ ایک جنتی فرقہ کون ہوگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِي
یعنی وہ جنتی فرقہ ہوگا۔ جو راستہ ہمارے اور ہمارے صحابہ کا راستہ ہو۔ ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۲
برادران اسلام غور کریں۔ اُس وقت یہ مقلدین کہاں تھے۔ اور یہ فقہ کی کتابیں اور اصول فقہ کی کتابیں اور
امام ابو حنیفہ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ وغیرہ کے مختلف مذاہب کا وجود کہاں تھا۔ خود اس حنفی نے
اپنے رسالہ جہالت مقالہ صفحہ پر لکھا ہے "کہ تخمیناً گیارہ سو سال سے تمام امت محمدیہ کا ائمہ اربعہ کی تقلید پر
اجماع ہو چکا ہے" اگر اس مفتری کے اس مقولہ کو تسلیم کر لیا جائے۔ جب بھی خود انہی حنفیوں کے اقرار
سے ثابت ہو گیا۔ کہ ان مقلدین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے عہد مبارک میں پتہ
و نشان تک نہیں تھا بلکہ زمانہ نبوت کے ڈھائی سو ۲۵۰ کے بعد ان مقلدین کی پیدائش ہوئی۔ اور اُستاذ الہند
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ
غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ۔ یعنی حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار سو سال تک تقلید شخصی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۵۲ تو چار سو سال سے قبل کے تمام مسلمانان عالم صحابہ کرام تابعین تبع تابعین کیا تھے۔ اور ان کا عمل کیا تھا۔ کیا معاذ اللہ وہ انہی ائمہ اربعہ کے مقلد تھے۔ اور ان کا عمل آج کل کے موجودہ کتب فقہ پر تھا۔ یا وہ سب کے سب قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل کرتے تھے۔ جو جماعت اہل حدیث کا مذہب ہے۔ اور جب ان کے زمانے میں تقلید شخصی کا وجود نہیں تھا۔ اور ان کا عمل صرف قرآن مجید اور حدیث شریف پر تھا۔ تو ذرا خدا کو حاضر و ناظر خیال کے انصاف کرو۔ کہ وہ سب اہل حدیث ہوئے یا نہیں !! اور اس کے بعد حدیث کی کتابیں ترمذی شریف وغیرہ اور ان کے شروح اور کتب تواریخ اسلامیہ کے اوراق اہل حدیث کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں۔ جن میں صاف طور پر اس فرقہ ناجیہ جماعت اہل حدیث کو **اہل الحدیث** کے لقب سے پکارا گیا ہے۔ ایسی صورت میں اس رسالہ غلاظت مقالہ کے مفتری مؤلف کا یہ کہنا کہ جماعت اہل حدیث کی عمر تخمیناً چالیس پچاس کی ہوگی کتب اسلامیہ سے لاعلمی اور اس کے پوری جہالت کا ثبوت ہے۔ اب تو ثابت ہوگیا۔ کہ جماعت اہل حدیث کی عمر تیرہ سو سال سے زیادہ کی ہوئی۔ اور تمام تابعین تبع تابعین اہل حدیث ہی تھے۔ اور ان کا عمل صرف قرآن مجید اور حدیث شریف پر تھا۔ اور بلااتفاق تقلید شخصی چار سو سال کے بعد پیدا ہوئی۔ برادران اسلام ذرا غور کریں۔ کہ تقلید شخصی کے بدعت اور مقلدین کے بدعتی ہونے میں کیا شک رہا۔ اس دریدہ دہن حنفی نے سراسر ناجائز اور جھوٹ باتیں بزرگوں کی شان میں لکھ کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بڑے بڑے جلیل القدر اماموں اور محدثوں کی شان میں اس نے لکھا ہے۔ کہ سب کے سب مقلد تھے۔ ان میں فقیہ الامت مجتہد العصر امام بخاریؒ امام مسلمؒ امام ترمذیؒ امام ابوداؤدؒ وغیرہم کو بھی مقلد بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو رسالہ مذمومہ کا صـ اور صـ۔ برادران اسلام آپ کو اب اچھی طرح علم ہو چکا ہے۔ کہ تقلید شخصی چار سو سال کے بعد رائج ہوئی تو ایسی صورت میں حضرت امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ۔ امام ترمذیؒ وغیرہم کو مقلد کہنا سراسر بہتان عظیم ہے کیونکہ یہ جلیل القدر محدثین اور مجتہدین تو چوتھی صدی سے قبل نہیں بلکہ تیسری صدی پوری ہونے سے بھی بہت پہلے انتقال فرما چکے تھے مختصر طور پر ان کی پیدائش اور وفات

کا سن ملاحظہ ہو۔ حضرت امام بخاری صاحبؒ سنہ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۲۵۶ھ میں
انتقال فرمایا۔ امام مسلم صاحبؒ سنہ ۲۰۴ھ میں پیدا ہوے اور سنہ ۲۶۲ھ میں انتقال فرمایا۔
امام ترمذی صاحبؒ سنہ ۲۰۱ھ میں پیدا ہوے۔ اور سنہ ۲۷۹ھ میں انتقال ہوا۔ امام ابوداؤد
صاحبؒ سنہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوے۔ اور سنہ ۲۷۵ھ میں انتقال ہوا۔ امام ابن ماجہ سنہ ۲۰۹ھ میں
پیدا ہوے۔ اور سنہ ۲۷۳ھ میں انتقال کیا۔ امام دارمی سنہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوے۔ اور سنہ ۲۵۵ھ
میں انتقال ہوا۔ امام نسائی سنہ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوے۔ اور سنہ ۳۰۳ھ میں انتقال ہوا۔
علی ہذا القیاس اب ناظرین ہی انصاف فرماویں۔ کہ ان مجتہدین کو مقلد کہنا حالانکہ تقلید
شخصی چار سو سال کے بعد پیدا ہوئی ان نام نہادی مولویوں کی تاریخ دانی اور فن اسماء الرجال
سے بے نصیب اور جاہل ہونے کی کافی دلیل ہے یا نہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ جہالت مقالہ
کو شائع کیا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اس رسالہ مذمومہ کی صحت پر صدر بازار کے تمام بوڑھے
اور جوان مولویوں اور مدرسوں کے دستخط ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایسی دھوکہ بازی اور افترا پردازی
اور بہتان عظیم سے مسلمانوں کو بچاوے۔ اس کے علاوہ حنفی مذہب کے علماء نے مجتہد کے لئے
پانچ سو آیتیں اور تین ہزار حدیثوں کا علم ہونا ضروری بتلایا ہے۔ جن سے احکام کا تعلق ہو
اور ان محدثین مذکورین میں سے ہر ایک شخص تمام قرآن مجید اور ایک ایک دو دو تین لاکھ حدیثوں
کا حافظ تھا۔ اور ان کے علاوہ مشترک مؤول وغیرہ وجوہ کے دریا تھے۔ پھر ان محدثین کرام کو درجہ اجتہاد
سے محروم کرنا۔ اور ان کو ائمہ اربعہ کا مقلد بتلانا۔ کس قدر ایمان فروشی ہے۔ ان محدثین کرام
کے علم وفضل و کمال اور امام ابوحنیفہ صاحبؒ کے زہد و تقویٰ اور انصاف پسندی کی بنا پر میں
اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر سمجھکر کہتا ہوں۔ اگر امام ابوحنیفہ صاحبؒ ان حضرات محدثین کا زمانہ
پاتے اور اسلام میں تقلید جائز ہوتی۔ تو امام ابوحنیفہ صاحبؒ ان ہی حضرات محدثین میں سے کسی
ایک کی تقلید کرتے۔ کیونکہ یہ حضرات محدثین تمام قرآن مجید اور کئی کئی لاکھ حدیثوں اور آثار صحابہ
کے حافظ اور طرق استنباط اور وجوہ قیاس کے دریائے فراواں تھے۔ تیسری بات یہ ہے
کہ ان حضرات کو مقلد کہنا۔ حالانکہ ان میں ہر ایک مجتہد اعظم تھا۔ اپنے خود اصول فقہ سے بے بہرہ
ہونا ہے کیونکہ اصولی مسئلہ مسلمہ ہے۔ کہ التقلید علی المجتہد حرام یعنی ایک مجتہد پر

کسی دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص ان حضرات کی طرف
تقلید کا انتساب کرے تو خود حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اپنے حرام کاری کا ثبوت دیتا ہے۔
اور اس متعصب حنفی نے جماعت اہل حدیث کے بزرگوں اور علمائے کرام کی شان میں گستاخی کرتے
ہوئے لکھتا ہے۔ کہ وہ اگر احکام شرعیہ کے اجرا کا زمانہ ہوتا۔ توان بے باک مولویوں پر حد قایم ہوتی
دیکھو رسالہ مذموم جلد التقلید ۱ صفحہ ۵ میں کہتا ہوں کہ ان معصوم علماء اہل حدیث پر کیوں
حد قائم ہوتی۔ ان کا قصور کیا ہے۔ اگر ان کا قصور ہے۔ تو صرف اتنا کہ انھوں نے کتب فقہ کے
سربستہ راز کو عوام کے سامنے فاش کر دیا۔ ہاں میں بھی یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر اسلامی سلطنت
ہوتی توان معصوم علمائے اہل حدیث کو بہت کچھ انعام اور صلہ ملتا۔ کیونکہ انھوں نے حق کا اظہار کیا۔
ہاں حنفی مذہب کے ان علماء اور فقہاء پر بے شک حد قائم ہوتی۔ جنہوں نے فقہ کی کتابوں میں ایسے
مسائل درج کر کے حضرت ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کر دیا۔ بلکہ میرے خیال میں تو ایسے فقہا رجم ہی
کر دیئے جاتے۔

اس رسالہ جہالت مقالہ میں ایک اور بہتان باندھا گیا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ فرقہ
اہل قرآن مرزا قادیان یہ سب جماعت اہل حدیث ہی سے نکلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ رسالہ مذموم
کے صفحہ ۶ پر اس عنوان پر تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وہ بہر حال اہل قرآن ہوں یا دجال قادیان
سب آپ کے چیلے چانٹے جو کچھ یہ کارنمایاں کر رہے ہیں۔ سب آپ کے جوتیوں کا صدقہ آپ کی
نامۂ اعمال میں درج"۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آفتاب نصف النہار پر خاک ڈالنے کی نامراد تعلیم
اگر کسی کو حاصل کرنا ہو تو ایسے نام نہادی حنفیوں سے سیکھے۔ اپنے حقیقی اور وہ بھی صغیر سن
بھائیوں کو دوسروں کے آغوش میں ڈال کر اور دوسروں کے سر تھوپ کر اُن کی سرپرستی سے
سبکدوشی کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارا مذہب تو وہی ہے جس کی تعلیم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور جس پر تمام تابعین تبع تابعین اور خود ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ
امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ رحمہم اللہ تعالے اجمعین کا عمل رہا۔ یعنی کتاب اللہ اور سنت
نبویہ مگر آپ جیسے مقلدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تمام صحابہ تابعین اور خود
ائمہ اربعہ سے بغاوت کر کے کسی امام اور مجتہد کے قول کو اپنے لئے شاہِ راہ بنایا۔ اور آپ کے

دیکھا دیکھ پھر اوروں نے بھی قرآن اور حدیث کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اپنا اپنا امام علیحدہ منتخب کر لیا۔ اور اُسی کے قول کو اپنے لئے باعث نجات سمجھا۔ اور چار فرقے مشہورہ مقلدین کے پیدا ہو گئے۔ یہاں تک اہل قرآن نے مولوی عبداللہ چکڑالوی کو اور مرزائیوں نے مرزا غلام احمدؐ قادیانی کو اپنا پیشوا بنایا۔ اور قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال کر انھوں نے بھی اپنے اپنے اماموں کی تقلید شروع کر دی۔ اب ذرا خدا لگتی کہنا۔ کہ ان کو قول پرستی اور تقلید کا سبق کس نے پڑھایا۔ کیا تمام مقلدین اور اہل قرآن اور مرزائی تقلید میں شریک ہیں یا نہیں۔ اور تمام فرق ضالہ کا نشوونما اس تقلید کے صدقہ سے ہوا ہے۔ یا نہیں۔

کہئے اب تو جناب کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ اہل قرآن اور قادیانی صاحبان بلکہ تمام وہ گمراہ فرقے جن کا ظہور تقلید کے سلسلہ میں ہوا ہے جیتنے فرقہ۔ قدریہ۔ خارجیہ۔ مرجیہ۔ معتزلہ۔ جہمیہ وغیرہم سب کے سب حقیقت میں آپ ہی کے حقیقی بھائی ہیں۔ آپ کے اس کثرت برادری برہم بھی آپ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ قبول فرمائیے۔

اس متجاہل حنفی نے اس رسالہ مذمومہ کے صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ دو میں دعوی سے کہتا ہوں

اور انشاءاللہ میں اس دعوی میں صادق ثابت ہوں گا۔ کہ فقہ حنفیہ کا مختار اور مفتی بہ ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں کہ اصول شرع سے باہر ہو،، میں کہتا ہوں تعصب کا خدا ناس کرے اس نے بہت سے گھروں کو ویران کیا ہے۔ مجھے تو اس مصنف کے علوم شرعیہ سے بے نصیبی اور خود حنفی مذہب کے اصول سے ناواقفیت پر بڑا افسوس آتا ہے۔ اور جب اُس کی افترا پردازی اور علمائے اہل حدیث کی شان میں گستاخی کو دیکھتا ہوں۔ تو فوراً اس کے جہل مرکب اور جنون کا یقین ہو جاتا ہے۔ کتب عقائد کے علاوہ اصول فقہ کے تمام کتابوں میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ مجتہد کی شان خطا اور صواب دونوں ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی مشہور درسی کتاب نورالانوار صہ ۱۹۹ میں ہے۔ ان المجتہد یخطی ویصیب والحق فی موضع الخلاف واحد و لکن لا یعلم الواحد بالیقین فلھذا قلنا بحقیۃ المذاھب الاربعۃ۔

یعنی مجتہد کبھی خطا اور کبھی صواب کو پہنچتا ہے۔ اور جہاں مجتہدین جیسے امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ میں اختلاف ہو وہاں حق پر ایک ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر یقین

کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ حق پر کون مجتہد ہے۔ اسی وجہ سے ہم علمائے احناف (ایک
مبہم بات) کہتے ہیں۔ کہ چاروں مذاہب حق ہیں۔ یہ حنفی مذہب کے اصول فقہ کی مُسلمہ
عبارت بہ بانگ دُہل پکار رہی ہے۔ کہ کسی مقلد کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ یہ دعویٰ
کرے۔ کہ ہمارے امام ابو حنیفہ صاحبؒ کے تمام مسائل حق ہیں۔ اور نہ کوئی یہ دعویٰ کرسکتا
ہے۔ کہ ہمارا حنفی ہی مذہب حق ہے۔

کہئے اب تو سارا راز فاش ہوگیا۔ اور خود حنفی مذہب کے فقہا کو اپنے مذہب کے حق
اور امام ابو حنیفہ صاحبؒ کے تمام مسائل کے صحیح ہونے میں شک اور تردد ہے۔ اسی وجہ
سے خود امام صاحب ابو حنیفہؒ کے خاص شاگردوں امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ نے امام صاحب کے
بہت سے مسائل کو نہیں مانا۔ مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص۸ میں ہے۔ قال الامام الغزالی
فی المنخول انهما خالفا ابا حنیفة فی ثلثی مذهبه یعنی امام غزالیؒ اپنی کتاب
منخول میں فرماتے ہیں۔ کہ امام ابو یوسف اور امام محمدؒ نے امام ابو حنیفہ کے دو تہائی مذہب
میں خلاف کیا۔ اور حنفی مذہب کے مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خاں ص۲۹۴ ج ۴ میں ہے
والناس لم یاخذوا بقول ابی حنیفة فی هذا الآثار المشهورة عن رسول
الله صلی الله علیه وسلم والصحابة وتعامل الناس یعنی وقف کے ایک مسئلہ میں
فرماتے ہیں۔ کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو نہیں لیا۔ کیونکہ امام صاحبؒ کا
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور روایات اور صحابہ کرام کے آثار اور لوگوں کے تعامل
کے خلاف تھا۔ اس مختصر تصویر کے بعد اب ہم اپنے مقابل مقلد صاحب سے دریافت کرتے
ہیں۔ کہ آپ کا دعویٰ کہ فقہ حنفی کا کوئی مفتی بہا مسئلہ اصول شرع سے باہر نہیں ہے۔
کہاں رخصت ہوگیا۔ اور ذرا یہ بھی بتلایا ہوتا۔ کہ فقہ حنفی سے کیا مراد ہے۔ آیا امام ابو حنیفہؒ
کے اقوال یا تمام فقہائے متقدمین اور متاخرین کے اقوال اور رایوں کا نام فقہ حنفی رکھ
چھوڑا ہے۔ تاکہ عام مسلمانوں پر حنفیت کی حقیقت کی طشت از بام ہو جاتی

رسالہ موسومہ جلد التہدید کے مصنف نے ایک اور بھی اپنی سفاہت اور غایت جہالت کا
ایسا ثبوت پیش کیا ہے۔ جس پر اہل علم بے ساختہ ہنس پڑیں گے۔ معلوم ہوتا ہے۔

کہ اس مقلد مصنف نے اپنے اصول اور فقہ کی معمولی اور ابتدائی کتاب اصول الشاشی اور منیۃ المصلی بھی نہیں پڑھی۔ یا دیدہ دانستہ عام مسلمانوں کو دہوکا دے کر اپنی گردن پر گناہ عظیم اٹھایا۔ عوام پر فقہ حنفی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے آپ فرماتے ہیں "کہ وہ فقہ ضروریات دین سے ہے۔ فقہ فی الدین کے فضائل تو بے شمار ہیں،، اس کے بعد ایک آیت اور تین حدیثیں نقل کی ہیں۔ میں ان مقلد صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کس فقہ کی فضیلت کرتے ہیں۔ فقہ شرعی کی جس کے معنی دین کو یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف کو سمجھنا یا فقہ حنفی کی اگر آپ نے فقہ شرعی کی فضیلت بیان کی ہے۔ تو اس سے فقہ حنفی کی فضیلت کہاں ثابت ہوئی۔ اور اگر فقہ حنفی کی فضیلت مقصود ہے۔ تو گیا خلفائے راشدہ اور صحابہ کرام کو اسی حنفی مذہب کے فقہ پڑہنے کی تاکید کی گئی تھی۔ جس کی بنیاد دوسری صدی میں رکھی گئی تھی۔ جب کہ خلفائے راشدہ اور تمام صحابہ کرام انتقال فرما چکے تھے۔ افسوس اسی سمجھ پر علم وفضل کا دعویٰ ہیچ ہے ؎

گر ہمیں مکتب است ہمیں "ملا" ☆ کار طفلاں تمام خواہد شد

آؤ فقہ حنفی کی تعریف اگر نہیں معلوم ہے۔ تو ہم سے دریافت کرو۔

اب ہم اُس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں۔ جس کا ذکر حنفی مذہب کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور جماعت اہل حدیث کے ایک عالم نے فقہ کی کتابوں پر تنقید کرتے ہوئے اسی مسئلہ کو بطور مثال پیش کیا تہا۔ کہ حنفی مذہب کی کتابوں میں ایسے غلط مسائل بھی موجود ہیں۔ یعنی حنفی مذہب کی کتابوں میں زانیہ کے خرچی کو حلال لکھا ہے۔ لیکن پہلے ناظرین اہل حدیث عالم کے دعویٰ کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ اہل حدیث عالم نے یہ فرمایا تھا۔ کہ حنفی مذہب کے فقہ کی کتابوں میں بعض بعض ایسے غلط مسئلے موجود ہیں جو شریعت کے سراسر خلاف ہیں۔ اور اور امام ابو حنیفہ صاحب کو ان مسائل سے ہم بری سمجھتے ہیں۔ متاخرین فقہا نے اپنے طرف سے ایسے غلط مسائل کو کتب فقہ میں درج کر دیا ہے۔ اور زبردستی امام ابو حنیفہ صاحب کے طرف منسوب کر دیا ہے۔ اب ناظرین ذرا غور سے سنیں اور انصاف کریں۔ شرح وقایہ صفحہ ۳۰۲ ج ۳ کے حاشیہ ۳ میں ہے۔ کہ وفی البحر ولعن استئلبس ھا الیذی بہا ثم

اعطاها مہرہا او ما شرط لہا لا باس باخذ ہا۔ یعنی حنفی مذہب کی مشہور فقہ کی کتاب بحر میں یہ لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت کو اُجرت پر لیا۔ اس لئے اُس سے زنا کرے۔ اور پھر اُس نے اُس کو اُس کا مہر یا جو شرط قرار پائی تھی۔ دے دیا تو عورت کو اُس کے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اب ناظرین انصاف کریں کہ یہ عبارت اپنے معنوں میں کس قدر صاف ہے۔ اگر اہل حدیث کے ایک فاضل مقرر نے ایسی عورت کو زانیہ اور اُس ناجائز اُجرت کو خرچی سے تعبیر کر دیا ہے۔ تو کیا قصور کیا۔ ہاں اگر۔ اگر قصور ہے۔ تو صرف یہی ہے۔ کہ کتب فقہ کے ایسے ایسے مسائل سے عوام کو آشنا کر دیا۔ باقی آج کل کے بعض حنفی مولویوں کی تاویل کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی عورت کو روٹی پکانے کی اُجرت پر رکھا جائے۔ اور پھر اُس سے زنا کیا جائے تو یہ اُجرت جائز ہے۔ بھلا اِس عبارت میں اس تاویل کی گنجایش کہاں ہے۔

ناظرین کے سامنے عبارت موجود ہے۔ اور باواز بلند پکار رہی ہے۔ کہ زنا کرنے کے لئے اُجرت پر لیا۔ اور پھر اُس کی اُجرت دے دی تو وہ جائز ہے۔ اور اگر زیادہ تشفی کی ضرورت ہے۔ تو ذرا کان لگا کر سنو۔ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی جو حنفی مذہب کے مسلم عالم اور علم بردار ہیں۔ وہ اسی عبارت کے نیچے صاف لکھتے ہیں۔ کہ وفیما نقلہ البحر کان المشروط ھو الزنا۔ یعنی بحر کی عبارت مذکورہ کا مطلب یہی ہے۔ کہ اُس عورت سے زنا کی شرط کر لی گئی۔

فرمائیے اب تو حنفی ہی مذہب کے ایک زبردست اور مسلم عالم نے فقہ کے عبارت مذکورہ کا سارا راز کھول دیا ہے۔ اور کھُلے لفظوں میں اعلان کر دیا۔ کہ فقہ کے اس عبارت کا مطلب یہی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کی شرط کر کے اُجرت دے۔ تو وہ اُجرت جائز ہے۔ اور سُنئے کہ ما اخذتہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند ابی حنیفۃ لان اجر المثل فی الاجارۃ الفاسدۃ طیب وان کان الکسب حراما وحرام عندہما وان کان بغیر عقد فحرام اتفاقا

لانها اخذته بغیر حق کذا ذکرہ الشامی والچلپی۔

یعنی حنفی مذہب کے مشہور فقہ کی کتابیں شامی اور چلپی میں لکھا ہے۔ کہ عورت زانیہ نے جو رقم لی ہے۔ اگر وہ رقم عقد اجارہ سے اُس نے حاصل کی ہے۔ تو امام ابو حنیفہ صاحبؒ کے نزدیک وہ رقم حلال ہے۔ کیونکہ اُجرت مثل اجارہ فاسدہ میں حلال طیب ہے۔ اگرچہ یہ کسب حرام ہے۔ اور امام صاحب کے صرف دونوں شاگرد ابو یوسف اور محمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ اُجرت حرام ہے۔ ملاحظہ ہو عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ۔ یہاں پر خود حنفی مذہب کی کتابوں سے ایک لفظ کی تشریح کر دینا چاہتے ہیں۔ جس کی آڑ میں حنفی علماء عام مسلمانوں میں غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ عبارت مذکورہ میں عقد الاجارہ واقع ہے۔

حنفی علماء عوام مسلمانوں کو یہ کہکر ٹال دیتے ہیں کہ عقد اجارہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی عورت کو روٹی پکانے یا گھر کے کسی اور کام کے لئے رکھّے اور اُس کے ضمن میں زنا کرے تو یہ اجرت جائز ہے۔ اس واسطے ہم اُس کی تعریف حنفی مذہب کی ایک مشہور درسی کتاب سے پیش کرتے ہیں شرح وقایہ ص ۲۸۹ کتاب الاجارات میں ہے وهی بیع نفع معلوم بعوض کذالك دین او عین یعنی عقد اجارہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی نفع معلوم کسی عوض معلوم کے مقابلہ میں فروخت کیا جائے نقد یا اودھار۔ جب عقد اجارہ کی تعریف خود حنفی مذہب کی کتاب سے معلوم ہو چکا تو فقہ حنفی کی دونوں کتابیں شامی اور چلپی کی عبارت مذکورہ ما اخذته الزانیة ان کان بعقد الاجارة فحلال عند ابی حنیفة کا مطلب روز روشن کی طرح صاف ہو گیا۔ کہ جو رقم عورت زانیہ لے وہ رقم اگر عقد اجارہ سے ہو یعنی زنا کے نفع کے مقابلہ میں ہو تو وہ رقم امام ابو حنیفہؒ صاحب کے نزدیک حلال طیب ہے۔

ایسی فاحشہ عورت کو اگر اہل حدیث عالم نے زانیہ کہدیا خصوصاً ایسی صورت میں کہ خود حنفی مذہب کے فقہا نے بھی عبارت مذکورہ میں اُس کو زانیہ ہی کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ اور ایسی ناجائز اور حرام اُجرت کو خرچی کہدیا تو کیا گناہ کیا۔ انصاف کرنیکا

مقام ہے اگر زیادہ تشریح کی ضرورت ہو تو ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری جو حنفی مذہب کی مشہور اور بڑی کتاب ہے اس کے ص ۵۶ ج ۲ میں ایسے مسئلہ کو دوسرے عنوان میں ذکر کیا استاجر امرأہ لیزنی بہا او لیطاھا او قال خذی ھذہ الدراھم لاطاک او قال مکنی بکذا ففعلت لم یحد۔ یعنی کوئی شخص اگر کسی عورت کو اجرت پر لے تاکہ اس کے ساتھ زنا یا وطی کرے یا اس سے یوں کہے کہ تم ان درہموں کو لو تاکہ میں تم سے صحبت۔ یا یوں کہے کہ یہ رقم لیکر تم مجھ کو صحبت کرنے دو اور عورت نے ایسا کر لیا تو اس مرد زنا کرنے والے پر کوئی حد نہیں ہے۔

یہ ایک ہی مسئلہ ہے کتاب الاجارہ میں تو اس زانیہ عورت کے لئے اُجرت حلال کر دی اور یہاں کتاب الحدود میں مرد زانی سے حد معاف کر دی گئی۔ (فقہاء حنفیہ نے واقعی بڑی آسانی کر دی ہے) اور کتاب الحدود میں تو ایسی وضاحت کر دی کہ اب روٹی وغیرہ پکانے کی تاویل کی بھی مطلق گنجایش نہیں رہی۔ جماعت اہل حدیث کے فاضل مقرر نے فرمایا تھا۔ کہ کتب فقہ میں بعض ایسے مسائل بھی موجود ہیں جن سے حضرت امام ابو حنیفہ صاحب بری ہیں۔ مگر بعد کے لوگوں نے اُن مسائل کو بنا کر حضرت امام صاحب کی طرف نسبت کر دی ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب حنفی مرحوم عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں شامی۔ چلپی اور بحر کی عبارت مذکورہ نقل کر کے اُس کے نیچے لکھتے ہیں۔

ولا شبھۃ ان فی انتسابہ الی الامام افتراء والرفع الیہ اجتراء وقد صرح بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من السحت ثمن الکلب ومھر البغی والامام لا یقول باجر فی العقد الباطل ولا یقول اذا کان عین الاثم معقودا علیہ او مشروطا باثبات الاجرۃ۔ یعنی اس مسئلہ کو حضرت امام ابو حنیفہ رح کی طرف نسبت کرنا بہت بڑی جرأت اور بہتان عظیم ہے اور آنحضرت صلعم نے تو تصریح فرمادی ہے۔ کہ کتے کی قیمت اور زانیہ کی اجرت دونوں حرام ہیں۔ اور امام صاحب بھی جب کہ عقد باطل ہو تو اجرت کے قائل نہیں ہیں

اور جب معقود علیہ گناہ ہو۔ یا معقود علیہ شرط ہو۔ اس وقت بھی ثبوت اُجرت کے قائل نہیں ہیں۔

ہم بلاخوف کہتے ہیں۔ کہ حنفی مذہب کے فقہ کی کتابوں میں بہت سے مسائل قابل اور تنقید ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو۔ فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ کے حاشیہ پر فتح کے حوالہ سے لکھا ہے۔ لو تزوج مشرقی ومغربیۃ ولم وصولہ الیہا او غاب عنہا کما نکح من دون خلوۃ وولدت لستۃ اشہر من وقت النکاح یثبت نسبہ منہ لامکان وصولہ الیہا بطریق الکرامۃ او استخدام جنی وغیر ذالک یعنی ایک شخص مشرقی مثلاً ملک چین کے رہنے والے نے ایک عورت مغربیہ مثلاً لندن کی رہنے والے سے نکاح کیا اور کسی طرح سے اُس مرد کا اُس عورت سے جماع کرنا معلوم نہیں ہوتا۔ یا وہ شخص نکاح کرنے کے بعد غائب ہو گیا۔ اور اُس عورت سے اُس نے خلوت بھی نہیں کی۔ اور عورت کو چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اُس بچہ کا نسب اُسی مرد سے ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ ممکن ہے۔ کہ اپنی کرامت یا کسی جن کی اعانت سے آکر اُس نے صحبت کر لی ہو۔ شرح وقایہ ج ۲ حاشیہ ۱ صفحہ ۱۶۵ فقہ کا دوسرا مسئلہ وکذ لو وطی امۃ وھی حرام علیہ برضاع او صہریۃ او کانت الامۃ مجوسیۃ او مرتدۃ او وطی مکاتبۃ او معتقۃ البعض وقال علمت انہا علی حرام لاحد علیہ عند ابی حنیفہ یعنی اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی لونڈی سے جماع کیا۔ اور وہ لونڈی اس پر رضاعت او قرابت کی وجہ سے حرام تھی۔ یا وہ لونڈی مجوسیہ تھی۔ اور مرتدہ تھی۔ یا اُس نے لونڈی مکاتبہ یا معتقۃ البعض سے جماع کر لیا۔ اور وہ خود اقرار بھی کرتا ہے۔ کہ میں جانتا تھا۔ کہ یہ لونڈی ہم پر حرام ہے۔ جب بھی ان تمام صورتوں میں امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک اُس زانی پر کوئی حد نہیں ہوگی۔ دیکھو فتاویٰ قاضی خان صفحہ ۱۰ فقہ کا تیسرا مسئلہ وکذالک لو تزوج بذات رحم محرم نحو البنت والاخت والام والعمۃ والخالۃ وجامعہا لاحد علیہ فی قول ابی حنیفہ۔ یعنی اگر کسی شخص نے اپنے ذات توم جیسے اپنی لڑکی بیٹی بہن اپنی ماں اپنی پھوپی اور اپنی خالہ سے نکاح کر لیا۔ اور جماع بھی کر لیا۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُس زانی پر کوئی حد نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) دیکھو فتاویٰ قاضی خاں صفحہ مذکور فقہ حنفی کا چوتھا مسئلہ ولو جامع اجنبیۃ فی دبرہا او غلاما فی دبرہ

قال ابی حنیفہؒ یعزر اشد التعزیر ولا حد علیہ۔ یعنی اگر کسی شخص نے کسی عورت اجنبیہ سے اُس کی دبر میں یا کسی لڑکی سے اُس کے دبر میں جماع کر لیا۔ تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ اُس کی سخت تعزیر کیجائے گی۔ مگر اُس زانی پر حد قائم نہیں ہوگی۔ دیکھو فتاوی قاضی خاں ۸۴۷ انشاءاللہ بوقت ضرورت اور بھی نمونے پیش کئے جائیں گے اب سوال یہ ہے۔ کہ ان تمام مسئلوں کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی منسوب کیا گیا ہے۔ تو کیا تمام حنفی علماء یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ واقعی یہ اقوال صاحب ہی کے ہیں۔ اگر نہیں تو ہمارا دعوی ثابت ہوا کہ فقہ کی کتابوں میں ایسے مسائل ہیں جن کو خود لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ اور امام صاحبؒ اس سے بری ہیں۔ اور کتب فقہ لوگوں کے اقوال کا مجموعہ ہے۔

هذا ما اردناه واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

خاکسار محمد عثمان شاہجہاں پوری (مولوی عالم) متعلم مدرسہ دار الحدیث

محلہ خندق شہر میرٹھ

تمت بالخیر

تقریظ عالیجناب مولنا عبدالوہاب صاحب آروی صدر مدرس دار الحدیث میرٹھ محلہ خندق

آئمہ اربعہ کا زہد وتقوی علم وفضل مسلمہ ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اہل حدیث کا عقیدہ ہے۔ کہ سوائے انبیائے کرام ؑ کے۔ اور کوئی شخص معصوم نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس کی تنقید کی ضرورت ہے کہ کتب حنفیہ میں جو مسائل درج ہیں۔ کیا واقعی وہ امام صاحبؒ ہی کے ہیں۔ اللہ تعالے مؤلف کو جزائے خیر دے۔ اس پر قدرے روشنی ڈالی ہے۔

{عبدالوہاب آروی